بعونہ تعالیٰ

گلدستۂ بہار

کلام برقؔ

تصنیف منشی محمد علیخان ساکن گاڑی اڈہ سعادتگنج شہر لکھنؤ

ماہ محرم الحرام سنہ ۱۳۴۷ھ مطابق جولائی سنہ ۱۹۲۸ء

بار اول

در مطبع نامی پریس لکھنؤ طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

غزل

آرزو دل کی میری برآئی کیسے پیر سے
ہو گی جسوقت میری پادشاہ اجمیر سے

سبز گنبد کی بلائین لیکے ساقی سے کہا
جام ایک مجھکو عطا کر دے تو اپنے دیر سے

بے ادب ہو لاکھ کوئی با ادب ہو جائیگا
سامنا پڑ جائے جو شیر خدا کے شیر سے

خاک تیرے در کی ہے میرے لئے خاکِ شفا
آج لیکر جاؤنگا تھوڑی سی مین اس ڈھیر سے

تو نہ ہو گر پاس میرے خلد بھی بیکار ہے
تازگی ہوتی ہے مجھمین تیرے در کی سیر سے

اے فرشتون قبر کے ہون مین غلامان رسول
میرا شجرہ پوچھلو جاکر علی کے شیر سے

واسطے ہر درد کے خواجہ ہے تو حاجت روا
تیرا چاکر ہے رفیق حاجت کو کہے کیون غیر سے

غزل

جاتی اودھر سے آج کیون باد صبا الگ الگ
کیا لیگئی وہ بوے گل راہ لگا الگ الگ

بن یار کے پیون نہ مے میخانہ مین کوئی کہو
اس مئے مین لطف ہی کہان ساقی ہٹا الگ الگ

ہون وصف کیا خراب کے صدقے مین انکے ہاتھ کے
وہ جام سب کو بھر دیا نشہ ہوا الگ الگ

پہلے دکھا دیا جھلک جل اوٹھا جس سے طور تک
موسی کی بیخودی کو خود دیکھا کیا الگ الگ

یوسف کجا کجا وہ حسن تمہارا مرا اٹھین در کچھ
اسی سے نور چہرہ کا چمکا کیا الگ الگ

یون تو لی اُنسے جب کمان تو جو ہو مین تیر نشان
سب جسم میرا چھن گیا پیکان لگا الگ الگ

اے برق کیا غوز آگ نمی کی پیاس کو
دل میرا پگیا ہے مین آنسو گرا الگ الگ

ساقی نے پلادی ہے وہ مے مجھے شربت سے
دل لے لیا وہ میرا دس بجنے شرارت سے
خود ذائقہ پڑ جائے جسکو کے زبانی خوری
الفت جسے کہتے ہین وہ امر ہے صد مشکل
کی ان نے دعا آخر یہ جانب بیت اللہ
برگشتہ ہوا یارب مقسوم میرا پھر کیا

گو خاک مین ملجاؤن باز آؤن نہ الفت سے
رکھا تہا جسے مین نے پوشیدہ حفاظت سے
وہ خوف مین کیا آئے انجام شہادت سے
دل پھرتا نہین صاحب پاکیزہ محبت سے
یارب تو بچا لینا ہم نظر و نمی آفت سے
وہ بزم مین کل مجکو دیکھا کیے نفرت سے

شب باش ہوے حضرت کس غیر کے پہلو مین
کیون برق سے اڑتے ہو وقف ہر جو خصلت سے

غزل

خود جلاکر کسی نے کسی کا کباب مجھے
حیران پھرون رہتا ہون یہ کیا کیا مجھے
کھا کر حسد فلک نے وہ مجھسے چھڑا دیا
بولا یہ قیس عشق سے وقت مدد کا ہے

ہو ناز کیون نہ درد محبت دیا مجھے
قطرے سے کس نے گوہر دریا کیا مجھے
قسمت سے ملگیا تہا جو ایک دلربا مجھے
ناقے کے پیچھے شوق جو لے چلا مجھے

وہ بے قرار کرتا ہے اے برق کیا کہون
دل کی لگی کا درد یہ جسدم اٹھا مجھے

غزل

خو جسکی جفا کی ہو پھر اس سے وفا کیون ہو
منہ زبان میری کھلواؤ نہین صاحب
خود دل جو چڑھا نکو وہ شوخ اگر آئے

خاموش سرے بالین تم آہ لگا کیون ہو
عاشق سے وفا کرکے پھر لے کے دغا کیون ہو
ویران میری تربت اے باد صبا کیون ہو

مسجد مین شور اٹھے اگر برق بولے واعظ
بتخانہ کی خلوت مین پھر یاد خدا کیون ہو

برگشتہ قسمت پر شکوہ نہ کسی کا کر
اے برق زمانے مین ہر ایک سے برا کیون ہو

ٹھمری

بھولا بھولا مکھ بھوین کالیان
جاؤن اس ترک کے بلہاریان
انکھ رسیلی ایسی ساجن کی
جیسے متی مان ڈورن کی لالیان
جاؤن اس ترک کے بلہاریان

بانکا سیپہ ترچھی نظر سے
سو سو مارین ہین دلپر کٹاریان
جاؤن اس ترک کے بلہاریان

صابر پیارے دلکو موہ لیو
جسکی زلفین ہین گھونگھر والیان
جاؤن اس ترک کے بلہاریان

برق چلا ہے صابر کے دوارے
کاندھے دھرے ہے پھولن کی ڈلیان
جاؤن اُس ترک کے بلہاریان

غزل

سامنے جس حسن کے مہتاب شرمندہ ہوا
دل میرا ہے اس پری کی زلف سے الجھا ہوا
درد جو پہلے تہا وہ درد دیہ پیدا ہوا
بیٹھے بٹھلائے خدایا دلکو میرے کیا ہوا
جوش پر اسکے بہار حسن کو آنے تو دو
ہاتھ مدت سے دُرِ دولت پہ ہے پھیلا ہوا
غیر کی کیا کشمکش ہے ہنس گئے شب کو حضور
رنگ کیون تغیر ہے کیون چہرہ ہے اُترا ہوا
اُف رے تیرے پاک بازی قتل پر وقت خرام
دامن قاتل کسی صورت سے نہ میلا ہوا
دیکھے خط اُو نامہ بر اس سے یہ کہدینا ضرور
مرنیوالا مر گیا اب آپکو اچھا ہوا

برق کی فریاد سے پھر گونج اوٹھا آسمان
پھر بہار آئی چمن مین جوش پھر پیدا ہوا

غزل

گل ہے ملکر رو دیا افسوس جو گلگیر ہے
نامۂ اعمال کیا لکھے گا کاتب عامل
کب کا افسوس اپنے حال مین کیا کیا لکھون
گھیر لیتا ہے فلک کو آکے جو اکثر غبار

دلین کچھ پژمردہ ہے کچھ شرم دامنگیر ہے
آج رخصت ہو رہی تجھسے میری تقدیر ہے
سینہ پر ایک ہاتھ ہے ایک ہاتھ مین تصویر ہے
یہ کسی کے قافلہ کی آج تک تاثیر ہے

برق کو بنوایا کرتے ہین وہ خود ہنسکر جناب
بزم مین عشاق کے اب یہ میری توقیر ہے

غزل

کاٹی یون ہجر کی شب کروٹ بدل بدل کے
دلکو قرار آئیگا جب دل سے دل ملے
دکھ دیکے دکھ ہی پائیگا او فتنہ گر ضرور
مجنون اگرچہ آہ میری طرح کھینچ لے
سنتا ہون آج آویگا وہ بام پر ضرور

مثل شمع کھل گیا سب جسم میرا جلکے
تسکین نہ دل کی ہوگی سینہ سے سینہ ملکے
پچھتائیگا ستمگر دلکو میرے مسلکے
لیلے تڑپکے آویگی خود پردے سے نکلکے
دیدار یار دیکھنا اے برق تو سنبھلکے

بحر طویل

وہ فتنے اٹھنگے غضب کرینگے ابھرنے والے ادبھر رہے ہین
شباب آغاز ہے کیسا وہ ناز انداز کر رہے ہین
برائے تفریح چمن مین آئے وہ ماہ تابان یون ہر روش پر
کہ خار گل کا چبھے نہ کوئی قدم وہ آہستہ دھر رہے ہین

غضب کی کالی گھٹا وہ چھائی سیاہ ناگون نے کی چڑھائی
ہزارون کی جان پہ بن گئی ہے وان گیسو انکے سنور رہے ہین

ابھی تھین بلبلین نالہ افگن تھین آشیانون مین چہچہہ زن
حضور آیا عتاب کیون ہے کیون آشیان یہ اوجڑ رہے ہین

چھلاوا آہو کی طرح بنکے وہ ماہ غائب ہوے نظر سے
دیوانہ ہین برق کا تو دیکھو اشارہ اٹھ اٹھکے کر رہے ہین

غزل

دیے ہین زخم وہ قاتل نے عمر بھر کے لیئے
ہر ایک دل ہے ہراسان تیر جگر کے لیئے

بچا نظر سے تو چتون نے بڑھ کے وار کیا
یہ تحفے رکھین ہین اُسنے میری نظر کے لیئے

نظر ہے جادو بھری اُس کی ہے گفتگو شیرین
یون دیکھنے کو بشر ہے وہ ہر بشر کے لیئے

لچک وہ ہے کہ فدا جسپر حور غلمان ہین
مثال کسکی ہے دو ہاتھ گل تیری کمر کے لیئے

جو میکدے مین گیا برق اسنے ہنسکے کہا
وہ جام رکھا ہے تیری نظر گذر کے لیئے

غزل

وہ رعب حسن تھا کروٹ جو مین بدل نہ سکا
ہوا تھی تیز دل داغدار جل نہ سکا

تجلی دیکھکے کیون غش مین گر پڑے موسے
ہزار حیف جو ارمان دل نکل نہ سکا

ستاتا کیون ہے اکیلے مین او دل نادان
جب اسکے سامنے ایک بوسہ پر مچل نہ سکا

مثال کون ہے زندان دام زلف کی دون
جو پھنس گیا کوئی طائر تو پھر نکل نہ سکا

اوٹھا جو بزم سے وہ پھر نہین نظر آیا
کسیکا کا وعدہ ولے برق آکے ٹل نہ سکا

غزل دیگر

زخمین کمانپر ہے نہین اپنے جگر کو دیکھلون	وہ نظر رد بدو کردن تیر نظر کو دیکھلون
روز جزا کی بھیڑ مین میری ہان نگاکون	جی چاہتا ہے آج مین شمس و قمر کو دیکھلون
سامان کچہ نہ چاہیے میرے سفر کے واسطے	فرصت دینا اتنی اقربا مین نامہ بر کو دیکھلون
اے عشق استخوان میرے سب تو نے خاک پا کیے	حسرت یہہ دل مین رہ گئی اسکی نظر کو دیکھلون

شمع کیطرح برق مین فرقت کی شب جلا کیا
تہا انتظار اتنا ہی وقت سحر کو دیکھلون

غزل دیگر

تیرا عاشق جو اگر چاک گریبان ہوجائے	ٹکڑے گردنکے اوڑین حشر نمایان ہوجائے
دل جلانا میرا آسان بتون سمجھے ہو	ابھی گر آہ کرون پامال گلستان ہوجائے
دعوی اس خون کا کچہ سوچ کے کر ناصح	کیا عجب ہے جو وہ محشر مین پشیمان ہوجائے
حضرت عشق نے یہہ تحفے نہان رکھے ہین	دیکھلے قیس مجھے اور پریشان ہوجائے

منزل اس عشق کی لے برق مین پاؤنگا
خاک مین ملکے میری خاک بیابان ہوجائے

غزل دیگر

شکرانہ یون ادا ہو جو میری نماز کا	دامن پر تیرے سجدہ کرون بے نیاز کا
غنچے دعا مین کرنے گئے یہہ شب وصال	مقصد ملے الٰہی کسی کو ریاز کا
افسوس پچھلی رات کو یہہ کہہ گیا کوئی	افشان نہ حال کیجیے کا میرے راز کا

جو سر چڑھا حقیر بھی وہ ہوگیا جناب
کیا چیز تھی وہ موئے جو بیہوش کر گئی
شق ہوگیا قمر جو فقط ایک آن مین

پہل پائیگا عدو بھی میرے احتراز کا
انجام کا نہ ہوش رہا نہ آغاز کا
وہ ادنی ایک کمال تھا تیرے اعجاز کا

سنتا ہون آپ برق کے افسر ہین حضور
اسکو کرم ہی چاہیئے بندہ نواز کا

غزل بحر طویل

یاد ہین وہ دن مجھے اپنے بہار آئی نہ تھی
جن دنون وہ آنکھ شرمیلی تھی ہرجائی نہ تھی
غیر سے ملکر میری جھوٹی قسم کھائی نہ تھی
اُف بت کافر یہ تجھمین پہلے چترائی نہ تھی
ختم بارے محبت آج آخر ہوگیا
تیری رسوائی سے وان لب پہ جبہہ سائی نہ تھی
ٹھوکرون سے صدہا مردہ تنکو جو زندہ کردیا
یہہ بتون شان خدا تھی شان یکتائی نہ تھی
برق انکی نظر سے جسوقت غائب ہوگیا
ہنس کے یون کہنے لگے تیری قضا آئی نہ تھی

تمت

باہتمام حاجی حافظ خواجہ قطب الدین احمد پروپرائٹر ناجی پریس لکھنؤ
ماہ محرم الحرام سنہ ۱۳۴۷ھ مطابق جولائی سنہ ۱۹۲۸ء